اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین
اور
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

کی آپس میں محبتیں و رشتہ داریاں

مع

عاشورہ کے فضائل

تحقیق و ترتیب

ابو نعمان عرفان شریف المدنی

الطالعہ پبلشر جھنگ

اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین

اور

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

کی آپس میں محبتیں و رشتہ داریاں

مع



الطالعہ پبلشر جھنگ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

دین اسلام پر اس سے بڑا اور کوئی ظلم نہیں ہوگا کہ اہل بیت اطہار کی محبت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی بے ادبی کی جائے۔ اسلام کے اندر اس چیز کی کوئی گنجائش نہیں، بے شک اہل بیت اطہار رضی اللہ عنھم کی محبت عین ایمان ہے۔ جس شخص کے دل میں اہل بیت پاک رضی اللہ عنھم کی محبت نہیں وہ مسلمان نہیں۔ وہ اسلام سے خارج اور جہنم کا ایندھن ہے۔ دل کے اہل بیت پاک رضی اللہ عنھم کی محبت سے خالی ہونے کا مطلب دل کا اسلام، ایمان، قرآن اور نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالی ہونا ہے۔ جس طرح اہل بیت اطہار رضی اللہ عنھم کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے ایمان میں یہ درجہ ہے اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے ایمان میں یہی درجہ ہے لہذا جو شخص صحابہ کرام بشمول خلفائے راشدین رضی اللہ عنھم کی طرف کسی قسم کی ناپاکی منسوب کرتا ہے خواہ وہ اہل بیت پاک رضی اللہ عنھم کی محبت کے نام پر کرے یا کسی اور حوالے سے وہ شخص بھی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ وہ صحابہ کرام، خلفائے راشدین یا ازواج مطہرات کا ہی منکر نہیں وہ منکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

بعض لوگ اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہ کی شان اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے ان کی مخاصمت اور لڑائی تھی یونہی اس کے بالعکس بعض لوگ شان صحابہ

اسی انداز میں بیان کرتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہ کے درمیان بیحد محبت تھی۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی فضلیت پر احادیث بیان کرتے ہیں۔

جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا ہے کہ لوگوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ تو آپ فرماتی ہیں، فاطمہ رضی اللہ عنہا۔

پھر پوچھا جاتا ہے کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ فرماتی ہیں اُن کے شوہر یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

(حدیث نمبر ۳۸۷۴ ترمذی) والحاکم في المستدرک، 3 / 171.)

اسی طرح جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا ہے کہ لوگوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ تو آپ فرماتی ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا۔

پھر پوچھا جاتا ہے کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ تو آپ فرماتی ہیں اُن کے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔

:۳۶۶۲، ج ۲، ص ۵۱۹) بخاری)

اگر خدانخواستہ انکے درمیان کوئی مخاصمت یا رنجش ہوتی تو وہ ایسی احادیث بیان نہ کرتے۔ ایسی کئی احادیث اس کتاب میں پہلے بیان کی جا چکی ہیں، مزید چند احادیث سپرد قلم و قرطاس ہیں۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ و سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی باہم محبت

حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ درمیان کس قدر محبت تھی، اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے کیجیے۔ قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا، آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''میں نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پل صراط پر سے صرف وہی گزر کر جنت میں جائے گا جس کو علی وہاں سے گزرنے کا پروانہ دیں گے۔''

اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے اور فرمایا، اے ابوبکر! آپ کو بشارت ہو۔ میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ (اے علی!) پل صراط پر سے گزرنے کا پروانہ صرف اسی کو دینا جس کے دل میں ابوبکر کی محبت ہو۔''

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ج ۲:۱۵۵ مطبوعہ مصر)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ایک دن مشرکین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے نرغہ میں لے لیا۔ وہ آپ کو گھسیٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم وہی ہو جو کہتا ہے کہ ایک خدا ہے۔ خدا کی قسم! کسی کو ان مشرکین سے مقابلہ کی جرأت نہیں ہوئی سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔ وہ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر اور دھکے دے دے کر ہٹاتے جاتے اور فرماتے جاتے، تم پر افسوس ہے کہ تم ایسے شخص کو ایذا پہنچا رہے ہو جو کہتا ہے کہ ''میرا رب صرف اللہ ہے۔'' یہ فرما کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی تر ہوگئی۔

پھر فرمایا' اے لوگو! یہ بتاؤ کہ آل فرعون کا مومن اچھا تھا یا ابوبکر رضی اللہ عنہ اچھے تھے؟ لوگ یہ سن کر خاموش رہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا' لوگو! جواب کیوں نہیں دیتے۔ خدا کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک لمحہ آلِ فرعون کے مومن کی ہزار ساعتوں سے بہتر اور برتر ہے کیونکہ وہ لوگ اپنا ایمان ڈر کی وجہ سے چھپاتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار علی الاعلان کیا۔ (تاریخ الخلفاء ۱۰۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا اور وہ صرف ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر بے ساختہ میری زبان سے نکلا' کوئی صحیفہ والا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں جتنا یہ کپڑا اوڑھنے والا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ (تاریخ الخلفاء: ابن عساکر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہ کے درمیان مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کرکے کھڑے ہوگئے۔ حضور منتظر رہے کہ دیکھیں کون ان کے لئے جگہ بناتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ اپنی جگہ سے اُٹھ گئے اور فرمایا' اے ابوالحسن! یہاں تشریف لے آئیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ اس پر آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ نے فرمایا ''اہل فضل کی فضلیت کو صاحب فضل ہی جانتا ہے۔'' اسی طرح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بھی تعظیم کیا کرتے۔(الصواعق المحرقتہ:۲۶۹)

ایک روز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف فرما تھے کہ اس دوران امام حسن رضی اللہ عنہ آگئے جو کہ اس وقت بہت کم عمر تھے۔امام حسن رضی اللہ عنہ کہنے لگے میرے بابا جان کے منبر سے نیچے اتر آئیے۔سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا''تم سچ کہتے ہو۔یہ تمہارے بابا جان ہی کا منبر ہے۔''یہ فرما کر آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھالیا اور اشکبار ہو گئے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔انہوں نے کہا' خدا کی قسم! میں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

آپ سچ کہتے ہیں' میں آپ کے متعلق غلط گمان نہیں کرتا۔

(تاریخ الخلفاء:۱۴۷'الصواعق:۲۶۹)

ابن عبد البر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھا کرتے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا' میں نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(الصواعق المحرقتہ:۲۶۹)

ایک روز سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آگئے۔آپ نے انہیں دیکھ کر لوگوں سے فرمایا' جو کوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی لوگوں میں سے عظیم

مرتبت، قرابت کے لحاظ سے قریب تر، افضل اور عظیم تر حق کے حامل شخص کو دیکھ کر خوش ہونا چاہیے وہ اس آنے والے کو دیکھ لے۔(الصواعق المحرقتہ: ۲۷۰، دار قطنی)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ بہادر ہونے سے متعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد پہلے تحریر ہو چکا، اگر انکے مابین کسی قسم کی رنجش ہوتی تو کیا یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کی فضیلت بیان فرماتے؟ یہ احادیث مبارکہ ان کی باہم محبت کی واضح مثالیں ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ و سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی باہم محبت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دورِ فاروقی میں مدائن کی فتح کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں مال غنیمت جمع کر کے تقسیم کرنا شروع کیا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں ایک ہزار درہم نذر کیے۔ پھر امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں بھی ایک ہزار درہم پیش کیے۔ پھر آپ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں پانچ سو درہم دیے۔ انہوں نے عرض کی، اے امیر المؤمنین! جب میں عہد رسالت میں جہاد کیا کرتا تھا اس وقت حسن و حسین بچے تھے۔ جبکہ آپ نے انہیں ہزار ہزار اور مجھے سو درہم دیے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم عمر کے بیٹے ہو جبکہ ان والد علی المرتضیٰ، والدہ فاطمۃ الزہرا، نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، نانی خدیجہ الکبریٰ، چچا جعفر طیار، پھوپھی اُم ہانی، ماموں ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، خالہ رقیہ و ام کلثوم و زینب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹیاں ہیں رضی اللہ

عنہ۔ اگر تمہیں ایسی فضیلت ملتی تو تم ہزار درہم کا مطالبہ کرتے۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

جب اس واقعہ کی خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا' میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''عمر اہل جنت کے چراغ ہیں۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو آپ بعض صحابہ کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور دریافت کیا' اے علی! کیا تم نے سنا ہے کہ آقا و مولی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اہل جنت کا چراغ فرمایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہاں! میں نے خود سنا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اے علی! میری خواہش ہے کہ آپ یہ حدیث میرے لیے تحریر کر دیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث لکھی'' یہ وہ بات ہے جس کے ضامن علی بن ابی طالب ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اُن سے جبرائیل علیہ السلام نے' اُن سے اللہ تعالٰی نے کہ:

ان عمر بن الخطاب سراج اهل الجنة

عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہیں''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ تحریر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لے لی اور وصیت فرمائی کہ جب میرا وصال ہو تو یہ تحریر میرے کفن میں رکھ دینا۔ چنانچہ آپ کی شہادت کے بعد وہ تحریر آپ کے کفن میں رکھ دی گئی۔

(ازالۃ الخفاء، الریاض النضرۃ ج ۱: ۲۸۲)

اگر ان کے مابین کسی قسم کی مخاصمت ہوتی تو کیا دونوں حضرات ایک دوسرے کی فضیلت بیان فرماتے؟ یہ واقعہ ان کی باہم محبت کی بہت
عمدہ دلیل ہے۔

دار قطنی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی بات پوچھی جس کا انہوں نے جواب دیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اے ابوالحسن! میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں ایسے لوگوں میں رہوں جن میں آپ نہ ہوں۔

(الصواعق المحرقتہ: ۲۷۲)

اس واقعہ سے بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کس قدر محبت تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ امورِ سلطنت کے وقت کسی سے نہیں ملے تھے۔ آپکے صاجزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اجازت طلب کی تو نہیں ملی۔ اس دوران امام حسن رضی اللہ عنہ بھی ملاقات کے لیے آگئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت نہیں ملی تو مجھے بھی اجازت نہیں ملے گی۔ یہ سوچ کر واپس جانے لگے۔

کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع کر دی تو آپ نے فرمایا' انہیں میرے پاس لاؤ۔ جب وہ آئے تو فرمایا' آپ نے آنے کی خبر کیوں نہ کی؟ امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے سوچا' بہت بیٹے کو اجازت نہیں ملی تو مجھے بھی نہیں ملے گی۔

آپ نے فرمایا' وہ عمر کا بیٹا ہے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیٹے ہیں اس لیے آپ اجازت کے زیادہ حقدار ہیں۔عمر رضی اللہ عنہ کو جو عزت ملی ہے وہ اللہ کے بعد اسکے رسول اللہ رضی اللہ عنہ اور اہلبیت کے ذریعے ملی ہے۔ایک اور روایت میں ہے کہ آئندہ جب آپ آئیں تو اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں۔(الصواعق المحرقتہ: ۲۷۲)

ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں جس سے سیدنا عمر و علی رضی اللہ عنہ میں محبت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب شدید علیل ہو گئے تو آپ نے کھڑکی سے سر مبارک باہر نکال کر صحابہ کرام سے فرمایا' اے لوگو! میں نے ایک شخص کو تم پر خلیفہ مقرر کیا ہے کیا تم اس کام سے راضی ہو؟

سب لوگوں نے متفق ہو کر کہا' اے خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم بالکل راضی ہیں۔اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہا' وہ شخص اگر عمر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں تو ہم راضی نہیں ہیں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' بیشک وہ عمر ہی ہیں۔

(تاریخ الخلفاء: ۱۵۰' عساکر)

اسی طرح امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حضرت جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غسل دیکر کفن پہنایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمانے لگے' ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو' میرے نزدیک تم میں سے کوئی شخص مجھے اس (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) سے زیادہ محبوب نہیں کہ میں اس جیسا اعمال نامہ لیکر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں۔(تلخیص الشافی: ۲۱۹' مطبوعہ ایران)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات میں کس قدر پیار و محبت تھی۔ اور فاروقی تربیت ہی کا نتیجہ تھا کہ جب ایک حاسد شخص

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی متعلق سوال کیا تو آپ نے ان کی خوبیاں بیان کیں پھر پوچھا' یہ باتیں تجھے بری لگیں؟ اس نے کہا' ہاں۔

آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل و خوار کرے۔ جا دفع ہو اور مجھے نقصان پہنچانے کی جو کوشش کر سکتا ہو کر لے۔ (بخاری باب مناقب علی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے دن میرے حسب و نسب کے سوا ہر سلسلۂ نسب منقطع ہو جائے گا''۔ اسی بنا پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے انکی صاحبزادی سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگ لیا۔ اور ان سے آپ کے ایک فرزند زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی قابل غور ہے' آپ فرماتے ہیں کہ ''جب تم صالحین کا ذکر کرو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کبھی فراموش نہ کرو''۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۹۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور عظمت شیخین

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما ایک دوسرے کی خوشی کو اپنی خوشی اور دوسرے کے غم کو اپنا غم سمجھتے تھے۔ شعیہ عالم ملا باقر مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۱۶۸ پر لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سیدہ فاطمہ کا رشتہ مانگنے کے لیے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ نے قائل کیا۔ اسی کتاب میں مرقوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیدہ

فاطمہ رضی اللہ عنہ کی شادی کے لیے ضروری سامان خریدنے کے لیے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ذمہ داری سونپی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھریلو معاملات میں بھی خاص قرب حاصل تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے جسم اقدس کے پاس کھڑا تھا کہ ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آ کر میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھی اور فرمایا' اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! بے شک مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں دوستوں (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیقرضی اللہ عنہ) کا ساتھ عطا کرے گا کیونکہ میں نے بار ہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ 'میں تھا اور ابوبکر وعمر' میں نے یہ کہا اور ابوبکر وعمر نے' میں چلا اور ابوبکر وعمر' میں داخل ہوا اور ابوبکر وعمر' میں نکلا اور ابوبکر وعمر'۔ (رضی اللہ عنہا) میں نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔ (بخاری المناقب' مسلم کتاب الفضائل الصحابہ)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خصوصی قرب ومحبت کے باعث سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ سے دلی محبت رکھتے تھے۔

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' میں نے خطبہ میں آپ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "اے اللہ! ہم کو ویسی ہی صلاحیت عطا فرما جیسی تو نے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کو عطا فرمائی تھی"۔

از راہِ کرم آپ مجھے ان ہدایت یاب خلفائے راشدین کے نام بتا دیں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا'

وہ میرے دوست ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک ہدایت کا امام اور شیخ الاسلام تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وہ دونوں قریش کے مقتدیٰ تھے' جس شخص نے ان کی پیروی کی وہ اللہ تعالٰی کی جماعت میں داخل ہو گیا۔

(تاریخ الخلفاء: ۲۶۷)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں' یہ بات صحیح روایات سے ثابت اور تواتر سے نقل ہوتی چلی آئی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں اپنے رفقاء کے سامنے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف کے ساتھ ساتھ ان کی افضلیت کو برملا اور علانیہ بیان کرتے رہے ہیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اسی سے زیادہ حضرات سے صحیح سندوں کے ساتھ ثابت کیا ہے اور صحیح بخاری کے حوالے سے بھی بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے افضل ترین ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ۔ آپ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے کہا' پھر آپ؟ تو آپ تو فرمایا' میں ایک عام مسلمان ہوں۔

(تکمیل الایمان: ۱۶۶)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ سے افضل کہنے والوں کے لیے

دڑوں کی سزا تجویز فرمائی ہے،شعیہ حضرات کی اسماء الرجال کی معتبر کتاب رجال کشی کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔سفیان ثوری، محمد بن سکندر رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے منبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا کہ وہ فرمارہے تھے، اگر میرے پاس کوئی ایسا شخص آئے جو مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا ہو تو میں اس کو ضرور دڑّے لگاؤں گا جو کہ بہتان لگانے والے کی سزا ہے۔

(تکمیل الایمان:۱۶۶،سنن دار قطنی،رجال کشی ۳۳۸ مطبوعہ کربلا)

اسی کتاب میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ موجود ہے کہ ’’حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض کفر ہے۔‘‘(رجال کشی:۳۳۸)

پھر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں، محبت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہی تقاضا ہے کہ محبوب کہ اطاعت کیجیے (یعنی سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کو ساری امت سے افضل مانیے) اور اُس کو غضب اور اسی کوڑوں کے استحقاق سے بچئے۔

(اعتقاد الاحباب:۵۶)

شیعہ حضرات یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں کہ ’’یہ ساری باتیں تقیہ کے طور پر کہی گئی تھیں۔یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرات شیخین کی تعریف محض جان کے خوف اور دشمنوں کے ڈر سے کیا کرتے تھے۔اگر ایسا نہ کرتے تو ان کی جان کو خطرہ تھا مگر دلی طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرات شیخین کے خلاف تھے۔‘‘

شعیوں کے اس بیان میں قطعاً کوئی صداقت نہیں۔یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرت علی رضی

اللہ عنہ جو شیر خدا تھے اور مرکز دائرہ حق تھے، اتنے بزدل، مغلوب اور عاجز ہو گئے تھے کہ وہ حق بیان کرنے سے قاصر رہے اور ساری زندگی خوف و عجز میں گزار دی، پھر اسد اللہ الغالب کا لقب کیا معنی رکھتا ہے؟''

(تکمیل الایمان: ۱۶۷)

سیدنا علی المرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعویٰ کرنے والے آپ کے یہ ارشاد بھی دل کے کانوں سے سن لیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ سب سے بہتر ہیں۔ کسی مومن کے دل میں میری محبت اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کا بغض کبھی یکجا نہیں ہو سکتے۔

(تاریخ الخلفاء: ۱۲۲، معجم الاوسط)

صحابہ کرام اہلبیت سے، اور اہل بیت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بے حد محبت کیا کرتے تھے

بالخصوص چاروں خلفاء راشدین اور اہلبیت اس قدر مضبوط و مستحکم، خاندانی و ایمانی رشتوں میں بندھے ہوئے تھے کہ اس تعلق کو کوئی بھی ایک دوسرے سے ختم نہیں کر سکا۔

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور سرور انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں۔ کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

عنہ کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی تھیں۔

خلیفہ سوم سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت ام کلثوم اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور خاتون جنت سیدہ حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

سبحان اللہ !! کیا عالی شان تقسیم ہے کہ دو خلفاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر اور دو خلفاء داماد ہیں۔

جب ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں تو ان کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ حضور کے سسر ہوئے۔اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور حضرت ابوسفیان کے بیٹے) کے بہنوئی ہوئے۔

حضرت ام کلثوم اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہما چونکہ حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی بہنیں تھیں لہٰذا حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی خالہ ہوئیں اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خالو جان ہوئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا چونکہ

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے نانا جان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں تھیں تو یہ تینوں مقدس خواتین حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی نانیاں ہوئیں۔

سبحان اللہ !! غور کیجئے صحابہ کرام اور اہلبیت کو اللہ تعالیٰ نے کتنی گہری وابستگی عطا فرمائی ہے۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی اور پیغمبر اسلام کی حقیقی نواسی ہیں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ ان کی خاندانِ نبوت سے رشتہ داری قائم ہو جائے، چنانچہ آپ نے اپنی اس خواہش کا اظہار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپ کی اس درخواست کو قبول فرمالیا اور اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت زید بن عمر رحمتہ اللہ علیہ، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہی کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عمر زیادہ تھی مگر اس کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی کم عمر بیٹی کا ان سے نکاح کر دیا۔ یہ واقعہ ان اسلام دشمن قوتوں کے لئے عبرت کا تعزیانہ ہے جو بظاہر اہلبیت سے اپنی محبت کا ظاہری دم بھرتے ہیں اور جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں گستاخی کر کے اپنی آخرت کو برباد کرتے ہیں، اور نعوذ باللہ ان پر سب وشتم کر کے اپنے اعمال کو سیاہ اور داغدار کرتے ہیں۔

کوئی ان ظالموں سے پوچھے اے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنے والو! تمہارا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا خیال ہے۔جنہوں نے بقول تمہارے ایک غاصب،ظالم اور مرتد سے اپنی کمسن صاحبزادی کا نکاح کر دیا؟

ذرا سوچیئے! اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نعوذ باللہ ظالم ہوتے تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی انہیں دیتے؟ ہر گز نہیں۔۔!

مسلمانو! ابتدائے اسلام ہی سے اسلام دشمن قوتوں نے مسلمانوں کے ذہنوں کو خراب کرنے کے لئے صحابہ کرام اور اہلبیت کے مابین اختلاف ابھارا تاکہ بعد میں آنے والے مسلمانوں کو انتشار کا شکار کر دیا جائے۔ان کی یہ کوشش ہوتی کہ جماعتِ صحابہ کی کوئی ایسی بات پکڑی جائے جسے اہلبیت کے خلاف ابھارا جاسکے اور اس طرح اہلبیت کی محبت ظاہر کر کے صحابہ کرام کی توہین کی جاسکے۔

آج بھی یہود ونصاریٰ کے آلہ کار اس ناپاک سازش میں مصروف ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی شان میں گستاخی کر کے اپنے بغض و حسد کی آگ کو ٹھنڈا کر رہے ہیں۔حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین اور اہلبیت رضوان اللہ علیھم اجمعین میں کسی نوعیت کا کوئی ذاتی اختلاف نہ تھا۔وہ تو ایک دوسرے سے رشتے داریاں کرتے،گویا قدرت نے انہیں ایک لڑی میں پرو دیا تھا۔

اللہ پاک ہمیں سب صحابہ کرام اور تمام اہلبیت سے سچی اور حقیقی محبت نصیب فرمائیں۔آمین

ابونعمان المدنی

یوم عاشورہ کی فضیلت و اعمال

یومِ عاشورہ

عاشورہ کی وجہ تسمیہ میں علماء کا اختلاف ہے اس کی وجہ مختلف طور پر بیان کی گئی ہے، اکثر علماء کا قول ہے کہ چونکہ یہ محرم کا دسواں دن ہوتا ہے اس لئے اس کو عاشورہ کہا گیا، بعض کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بزرگیاں دنوں کے اعتبار سے امت محمدیہ کو عطا فرمائی ہیں اس میں یہ دن دسویں بزرگی ہے اسی مناسبت سے اس کو عاشورہ کہتے ہیں۔

یوم عاشورہ کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورا کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا: اس دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطا کیا۔ ہم اس کی تعظیم کرتے ہوئے اس کا روزہ رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قریب ہیں، چنانچہ آپ نے اس کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (مکاشفۃ القلوب، صفحہ ۶۹۸ از امام محمد غزالی علیہ الرحمہ)

یومِ عاشورہ کے فضائل میں بکثرت روایات آتی ہیں۔

اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، اس دن ان کی پیدائش ہوئی، اسی دن

جنت میں داخل کیے گئے۔ اسی دن عرش، کرسی، آسمان وزمین، سورج، چاند ستارے اور جنت پیدا ہوئے۔ اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن انہیں آگ سے نجات ملی، اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو نجات ملی اور فرعون اور اس کے ساتھی غرق ہوئے۔ اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، اور اسی دن وہ آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند مقام (آسمان) پر اٹھالیا گیا۔ اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر لگی۔ اسی دن حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔ اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو عظیم سلطنت عطا ہوئی۔ اسی دن حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس ہوئی۔ اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف دُور ہوئی۔ اسی دن زمین پر آسمان سے پہلی بارش ہوئی۔ (مکاشفۃ القلوب، صفحہ ۶۹۹)

عاشورہ کے دن کے اعمال: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص عاشورہ کے دن یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے یتیم کے سر کے بال کے عوض ایک درجہ جنت میں بلند فرمائیں گے۔ (غنیۃ الطالبین ج2 ص53)

عاشورہ کے روز غسل کرنا ہر مرض سے محفوظ: ارشاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے جس نے عاشورہ (دسویں محرم) کے روز غسل کیا تو وہ مرضِ موت کے سوا کسی مرض میں مبتلا نہ ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین ج2 ص53)

یوم عاشورہ گناہوں سے توبہ کا حکم: سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی اور حکم ہوا:۔ ترجمہ" اپنی قوم کو حکم دو کہ دس محرم الحرام کو توبہ کریں اور جب یوم عاشورہ ہو تو میری طرف نکلیں (یعنی توبہ کریں) میں ان کی مغفرت فرما دوں گا (فیض القدیر شرح جامع الصغیر)

یوم عاشورہ آنکھوں کا علاج: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص عاشورہ کے دن اثمد سرمہ آنکھوں میں لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ (شعب الایمان ج 3 ص 367)

یوم عاشور پر اہل و عیال پر خرچ کرنے برکات: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل و عیال کے کھانے پینے میں خوب زیادہ فراخی اور کشادگی کرے گا الہ کریم سال بھر تک اس کے رزق میں وسعت اور خیر و برکت عطا فرمائے گا۔ (ماثبت من السنۃ اشہر الحرام صفحہ 17)

تجربہ: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ 170)

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی: شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین جلد 2 صفحہ 54 پر فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے پچاس سال اس کا تجربہ کیا تو وسعت ہی دیکھی ۔ اسی طرح علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فیض القدیر جلد 6 ص 236 میں لکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ ہم

نے اس کا تجربہ کیا تو اس کو صحیح پایا اور سیدنا ابن عینیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے پچاس یا ساٹھ سال اس کا تجربہ کیا تو وسعت ہی پائی لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ دسویں محرم کو وسیع پیمانے پر کھانا پکانا اور کھلانا چاہیے۔

بیمار پرسی کرنا: ترجمہ: ’’جو کوئی عاشورہ کے روز مریض کی بیمار پرسی کرے گا گویا اس نے تمام بنی آدم کی بیمار پرسی کی۔‘‘ (غنیۃ الطالبین ج 2 ص 54) یوم عاشور پانی پلانے کا ثواب: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کے دن لوگوں کو پانی پلایا گویا اس نے تھوڑی دیر کیلئے بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ (غنیۃ الطالبین ج 2 ص 54)

روزے: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی محرم کے پہلے جمعہ کو روزہ رکھے تو اس کے گزشتہ گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ ارشاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے جو کوئی محرم کے تین دن جمعرات جمعہ ہفتہ کے روزے رکھے تو اس کیلئے نو سال کی عبادت کو ثواب لکھا جاتا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی

محرم کے پہلے دس دن عاشورہ تک روزے رکھے تو وہ فردوس اعلیٰ کا وارث و مالک ہوگا۔ (نزہۃ المجالس ج 1 ص 145)

شب عاشورہ کے نوافل: عاشورہ کی رات میں چار رکعت نماز نفل اس ترتیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھے اور نماز سے

فارغ ہو کر ایک سو مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے۔گناہوں سے پاک ہوگا اور بہشت میں بے انتہا نعمتیں ملیں گی۔(جنتی زیور صفحہ 157) جو شخص اس رات میں چار رکعت نماز نفل اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ اخلاص پڑھے تو رب العزت اس کے پچاس برس گزشتہ اور پچاس سال آئندہ کے گناہ بخش دیتا ہے اور اس کیلئے ملاء اعلیٰ میں ایک ہزار محل تیار کرتا ہے۔

سی طرح بزرگان دین سے منقول ہے

عاشورہ کی شب بعد نماز عشاء چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیتہ الکرسی تین تین دفعہ سورۃ اخلاص دس دس دفعہ پڑھے۔ بعد سلام کے سورۃ اخلاص ایک سو مرتبہ پڑھ کر اپنے گناہوں کی توبہ کرے اور اللہ پاک سے بخشش طلب کرے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ عزوجل اپنی رحمت کاملہ سے اس نماز کے پڑھنے والوں کے تمام گناہ معاف فرمائے گا۔

شب عاشورہ

بعد نماز عشاء آٹھ رکعت نماز چار سلام سے پڑھے، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص 25,25 مرتبہ پڑھنی ہے۔پھر بعد سلام کے درود شریف 70 مرتبہ استغفار 70 مرتبہ پڑھ کر دعائے مغفرت کرے۔ اللہ رب العزت اس نماز پڑھنے والوں کی قبر کو روشن کر کے عذاب قبر سے محفوظ کرے گا۔اور بروز حشر اسے مغفرت عطا ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

شب عاشورہ کی نماز کے بعد چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص 5,5 مرتبہ پڑھے۔ یہ نماز واسطے بخشش گناہ بہت افضل ہے۔ پروردگار عالم اس کے پڑھنے والے کے تمام گناہ معاف فرمائے گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ

عاشورہ کی شب نماز عشاء کے بعد چار رکعت نماز نفل دو سلام سے پڑھے سورۂ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں آیت الکرسی تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھے بعد سلام کے سورۂ اخلاص ایک سو مرتبہ پڑھے۔ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کو بہشت میں ہر موسم کی نعمت عطا فرمائے گا۔

یوم عاشورہ

عاشورہ کے دن بعد نماز فجر بعد طلوع آفتاب کے دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد جو بھی سورت یاد ہو پڑھے۔ یوم عاشورہ کسی وقت باوضو ہو کر 70 مرتبہ پڑھے "حسبی اللہ و نعم الوکیل" مغفرت گناہ کے لئے یہ وظیفہ پڑھنا بہت افضل ہے۔

عاشورہ کے دن چار رکعت نماز ظہر سے پہلے پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ زلزال ایک بار سورۂ الکافرون ایک بار سورۂ اخلاص ایک بار۔ بعد سلام کے 70 مرتبہ درود شریف پڑھ کر اپنے گناہوں سے توبہ کرے،ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ عزوجل اس نماز کے پڑھنے والے کے تمام گناہ معاف فرمائے گا۔

ابونعمان المدنی
۸ محرم الحرام ۱۴۳۷ ھجری